در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۴۸ — جلد نمبر ۱۳

۱۶ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء مطابق رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	برکاتِ رمضان المبارک (نظم)	حضرت حامد حسن قادری	۳
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلےٰ	۴
۴	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلےٰ	۸
۵	وداعِ رمضان المبارک (نظم)	حضرت عبدالصمد صارم	۱۵
۶	عیدِ رمضان	ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی	۱۶
۷	کشمیر میں خانوادۂ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسنیہ کی خدمات	سید محمد انور شاہ قادری	۲۲
۸	تبصرۂ کتب	سید محمد انور شاہ قادری	۳۱

شذرہ

میونسپل کارپوریشن کی جائیدادیں اور ان کی نیلامی

اقبال ریاض

پچھلے دنوں پشاور شہر میں میونسپل کارپوریشن کی جائیدادوں کی نیلامی کے معاملے میں کرایہ داروں اور کارپوریشن کے حُکام میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں لاٹھی چارج کے علاوہ آنسو گیس کا استعمال بھی ہوا اور متعدد تاجروں کو قید و بند کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ کارپوریشن کے حُکام کا یہ موقف ہے کہ مالی طور پر کارپوریشن کے بحران کا شکار ہونے کی بناء پر ترقیاتی کام ٹھپ پڑے ہیں اور کوئی کام نہ ہونے کی بناء پر سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس صورتحال کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ کارپوریشن کی جائیدادوں کے کرائے برائے نام ہیں اور اکثر تاجر اور کرایہ دار یہ کرائے سالوں سے ادا نہیں کر رہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان تمام جائیدادوں کو نیلام کر دیا جائے اور حاصل شُدہ اربوں روپے کی رقم سے شہر میں ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کیا جائے۔ دُوسری طرف تاجروں اور کرایہ داروں کا موقف اس طرح ہے کہ کارپوریشن کے حکام نے اپنے مالی بحران کے لئے صرف کرایہ داروں اور تاجروں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے جبکہ اس سلسلے میں متعلقہ حُکام نے اپنے انتظامی معاملات کی طرف قطعی توجہ نہیں دی اور نہ ہی کارپوریشن میں ہونے والے مُبینہ گھپلوں کی چھان بین کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔

بعض اطلاعات کے مطابق کارپوریشن میں عملہ صفائی سمیت کارکنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں بہت سے سفارشات کی بناء پر بھرتی کئے جاتے رہے ہیں۔ جبکہ متعدد اہلکار افسروں کے بنگلوں میں بھی کام کرتے ہیں جس کی بناء پر شہر میں تجاوزات، نکاسیٔ آب اور صفائی وغیرہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی اور شہر میں دن بدن گندگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مختلف ادوار میں حکومت نے کئی بار شہر کو ترقی دینے اور صاف ستھرا بنانے کے لئے گرانٹ دی ہے لیکن وہ زیادہ تر ضائع ہوتی رہی ہے۔ نکاسیٔ آب کے لئے پائپ لائن بچھانے کی سکیموں پر کام ہوتا رہا ہے لیکن غلط منصوبہ بندی اور خُرد بُرد کی وجہ سے معاملہ جوں کا توں ہے۔ کارپوریشن کی اراضی پر کئی سرکاری اور نیم سرکاری عمارات بھی تعمیر ہیں جن کی قیمتوں کی ادائیگی حکومت کے ذمہ ہے اور حال ہی میں وزیراعظم نے بھی کارپوریشن کو پچاس کروڑ روپے کی رقم دینے کا

باقی صفحہ ۷ پر

برکاتِ رمضان المبارک

حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری کراچی

ماہِ رمضاں یوں ہے شب قدر در آغوش
جس طرح شب چار دہم بدر در آغوش

صائم کو ہوا و ہوس نفس سے ہے جنگ
ہر صوم ہے صد معرکۂ بدر در آغوش

روزوں میں ہیں وہ ذکرِ الٰہی کے مزے
حاصل ہیں گداوں بھی شاہی کے مزے

رندوں کو نصیب لذتِ جامِ صبوح
صائم کو نماز صبح گاہی کے مزے

شیریں ہے عجب صدائے بے ساز اذاں
کھل جاتے ہیں روزے، ہے یہ اعجازِ اذاں

یوں گوش بر آواز ہیں صائم گویا
محبوب کی آواز ہے، آواز اذاں

روزوں میں جو برکت کا اثر آتا ہے
وہ دیکھنے والوں کو نظر آتا ہے

جاتے ہیں جو روزے آسمانوں کی طرف
اللہ بھی لینے کو اُتر آتا ہے

صائم صابر رہے تو پھر کیا کہنا
حق کے لئے دکھ سہے تو پھر کیا کہنا

"روزہ میرے لئے ہے، میں اس کی جزا"
لو خود ہی وہ یوں کہے تو پھر کیا کہنا

ہے نفس کی لذات کا روزہ، روزہ
کیا ورنہ بد اوقات کا روزہ، روزہ

تقوے کے لئے دن کی خصوصیت کیا
ہے اصل میں دن رات کا "روزہ" روزہ

روزوں میں ہوس کی لے بڑھانا چھوڑو
مُنہ اور زبان دونوں چلانا چھوڑو

پیتے ہو جو کانوں سے وہ چھوڑو پینا
کھاتے ہو جو آنکھوں سے وہ کھانا چھوڑو

اس طرح سے کیوں ہو مُبتلائے روزہ
گویا سر پڑ گئی بلائے روزہ

ہے ناقص روزہ مُنہ بنائے رہنا
کونین[1] سے جیسے ٹوٹ جائے روزہ

---

[1]: انگریزی دوا (QUININE)

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۱۶۴) وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ (۱۶۵) اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (۱۶۶) وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ (۱۶۷)

ترجمہ : بے شک زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور دن رات کے مختلف ہونے میں اور اس کشتی کے بارے میں جو سمندر میں بہتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ لوگوں کو نفع دیتی ہے اور وہ کچھ جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کی صورت میں اُتارا۔ پس زمین کو اس کے مرنے کے بعد اس پانی کے ذریعے زندہ فرماتا ہے اور اس میں ہر قسم کا چارپایہ پھیلایا اور ہوائیں چلائیں اور وہ

جو زمین اور آسمان کے درمیان بادل پابند ہیں۔ البتہ ان میں عقلمند قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور لوگوں میں سے ایسے (بھی) ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شریک بنا لئے ہیں۔ بعض ان (شریکوں) کے ساتھ ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت۔ اور ان ظالموں کا کیا (انجام) ہو گا جب وہ اپنی آنکھوں سے عذاب دیکھیں گے تو پھر وہ مان جائیں گے کہ ہر قسم کی طاقت اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے (۱۶۵) اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا عذاب بہت شدید ہے۔ جس وقت وہ جن کی پیروی کی گئی (اُمراء یا حکام) بیزار ہو جائیں گے ان لوگوں سے جنھوں نے ان کی پیروی کی (پیروکار) اور عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے ہر قسم کے سبب (سلسلے) منقطع ہو جائیں گے (۱۶۶) اور پیروکار کہیں گے کہ کاش ہم دوبارہ لوٹ کر (دُنیا میں) جاتے پس ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے جس طرح یہ ہم سے بیزار ہوئے۔ اسی طرح ان کے بُرے اعمال ان کو دکھائیں جائیں جو ان کے لئے افسوس کا باعث ہوں گے اور وہ کبھی بھی جہنم پانے والے نہیں (۱۶۷)

حلِ لُغت: خَلْقِ: پیدائش، بنانا، عدم سے ہست میں لانا۔ فُلْکِ: کشتی، یَنْفَعُ: وہ نفع دیتی ہے، وہ فائدہ دیتی ہے، واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، فعلِ مضارع ہے۔ بَثَّ: پھیلایا۔ دَآبَّۃٍ: چارپایہ، جانور۔ تَصْرِیْفِ: پھیرنا، چلانا۔ الرِّیٰحِ: رِیح کی جمع ہے جس کے معنی ہوا کے ہیں، رِیحْ کے معنی ہوائیں۔ مُسَخَّرِ: تابع، پابند۔ لَوْیَرَیٰ: اگر وہ دیکھیں، لَوْ شرطیہ ہے جس کے معنی اگر کے ہیں، یَرَیٰ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے فعلِ مضارع ہے جس کے معنی دیکھا یا دیکھیں کے ہیں۔ شَدِیْد: بہت سخت: تَبَرَّاء: برات سے ہے، برات کے معنی بیزاری، علیحدگی، بیزار ہونا، علیحدہ ہونا، کُلی طور پر نفرت کا اظہار کرنا، معروف کا صیغہ ہے، فعل مضارع ہے۔ تَقَطَّعَتْ: واحد مونث کا صیغہ ہے، فعلِ مضارع معروف ہے، قَطْعٌ اس کا مصدر ہے جس کے معنی مُنقطع کرنا، توڑنا ختم کرنا کے ہیں۔ کَرَّۃً: دوبارہ، تَکْرَارٌ سے ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔ حَسَرٰتٍ: افسوس، پشیمانی، حسرتیں، حَسْرَتٌ کی جمع حَسَرٰت ہے۔

تفسیر: وہ اللہ تعالیٰ جو معبودِ برحق ہے اُس نے اس کائنات عرضی اور سماوی کے اندر جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے اور دن اور رات کے مختلف اوقات میں اور مختلف طریقوں پر لانے میں اور نیز ان تمام انسانی ضرورتوں کو سمندروں کے اندر کشتیوں اور ہمچو قسم بار برداری کی چیزوں میں

جن کے ذریعے سے لوگ دور دراز ممالک میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھ کر تجارت کے منافع اور فائدے حاصل کرتے ہیں اور علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی قُدرتِ کاملہ سے آسمان کی طرف سے بارش کا برسنا اور پھر اس بارش کے پانی کے ذریعے اور وسیلے سے بے کار، بے فائدے اور اُجڑی ہوئی زمینوں کو زرخیز، فائدہ مند اور کھیت اُگانے اور قسما قسم پھل، درخت اور نباتات، پیدا کرنے میں اور اس کائناتِ ارضی میں ہر قسم کے جانوروں کو پیدا فرما کر پھیلانے میں اور پھر موسموں کے مُناسب ہواؤں کو پھیر پھیر کر لانا یعنی گرمی کے موسم میں گرم اور سردی کے موسم میں سرد اور بہار کے موسم میں مُعتدل اور خزاں کے موسم میں خشک ہواؤں کے چلانے میں اور وہ بادل جو کہ حکم کے ماننے میں مکمل طور پر تابع ہے، آسمانوں اور زمین کے درمیان بارش برسانے میں اس اللہ جل جلالہٗ کی توحید، تصرف فی المخلوق، قُدرتِ کاملہ اور مُختارِ کُل ہونے کی قسما قسم دلیلیں موجود ہیں مگر وہی لوگ ان دلائل سے ایمان و ایقان حاصل کرتے ہیں، فائدہ اٹھاتے ہیں اور ضرر و نقصان سے بچتے ہیں جو اللہ جل جلالہٗ کے معبود برحق ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ صاحبانِ عقل و فہم ہیں جو عقلِ سلیم سے کام لیتے ہیں اور مظاہرِ قُدرت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریس معرفتِ کردگار

ان آیاتِ کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی توحید کا ذکر ہے۔ بہ ایں اعتبار کہ کافروں کی یہ عادتِ مستمرہ تھی کہ وہ اپنے ان معبودانِ باطل کے ساتھ اتنی شدید محبت کا اظہار کرتے تھے جو کسی اور کے ساتھ نہیں تھا۔ اللہ جل جلالہٗ نے ان کے اس عقیدۂ باطلہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو مومن ہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی اور کے ساتھ محبت کا اظہار نہیں کرتے بلکہ انتہائی شدت کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ وحدہٗ لاشریک سے ہی محبت کرتے ہیں اور اپنا تن، من، دھن اس کی محبت کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ اور ان کافروں کے رہنماؤں، پیشواؤں اور بڑوں کا تو یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن اپنے پیروانِ کار سے ہی بیزاری کا اعلان کر دیں گے اور اس کے جواب میں ان کے پیروکار اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں دوبارہ اس دُنیا میں بھیج دے تاکہ ہم ان کے ساتھ مکمل بیزاری کا اظہار کر دیں جن کو

ہم نے تیرا شریک بنایا ہے مگر اس وقت کیا ہو سکتا ہے؟ ان کے اپنے اعمال ان پر پشیمانی، حسرت اور افسوس کا باعث ہوں گے اور محبت کے وہ تمام رشتے، ناطے جو انہوں نے اپنے معبودانِ باطل سے باندھ رکھے تھے تارِ عنکبوت کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ان کی بے معنی محبت ان کے کوئی کام نہ آئے گی اور وہ اس شرک اور اس مشرکانہ محبت کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہو گا۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اس مُشرکانہ محبت کو ظلم سے تعبیر کیا ہے جو کہ ایک ناقابلِ معافی جرم ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے اس میں یہ نصیحت ہے کہ ایک مؤمن کا دل و دماغ، فکر و تخیلات ہر وقت، ہر آن اور ہر لحظہ محبتِ الٰہی سے سرشار ہوں ان کے دلوں میں کسی اور کی محبت کی جگہ نہ ہو، کسی اور کے لئے محبت نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے وہی محبت کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے ارسال کردہ پیغمبرِ اعظم، امام الانبیاء، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ کی اتباع کرے گا اور جس سے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ محبت فرماتا ہے وہ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں صُلحائے اُمّت کی نظر میں ملءِ اعلیٰ کے فرشتوں کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اس شخص کی محبت القاء فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ جل جلالہ کی مخلوق بھی اس کو محبوب سمجھتی ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ: شذرہ

اعلان کیا ہے جو اسی ماہ ملنی تھی۔

بہرحال شکایات دونوں طرف موجود ہیں جن کا ازالہ دھونس، دھمکی یا زبردستی سے نہیں بلکہ افہام و تفہیم سے کیا جانا چاہئیے۔ یوں بھی وقتاً فوقتاً کارپوریشن کا جائیدادوں کے کرایوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے تاہم کرایوں کی وصولی کے نظام کو بہتر بنانا کارپوریشن کے حکام کی ذمہ داری ہے لیکن شہر کے تاجروں اور کرایہ داروں کو بے روزگار کرنے، اپنا فیصلہ زبردستی منوانے اور اس سلسلے میں تشدد اور من مانی کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اس سے حالات سنورتے نہیں بلکہ زیادہ بگڑتے ہیں۔ بلدیاتی ادارے اپنی جائیدادیں نیلام نہیں کرتے بلکہ تعمیر کرتے ہیں۔ ماضی میں کم آمدنی کے باوجود کارپوریشن جائیدادیں تعمیر کرتی رہی ہے۔

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

التّرغیب في نصرة عليّ

اس باب میں جناب سیّدنا امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدد کے لئے رغبت دلانے کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱/ ۱۵۶ : انبأنا یوسف بن عیسیٰ قال انبانا الفضل بن موسيٰ قال حدّثنا الاعمش عن ابي اسحٰق عن سعید بن وهب قال قال عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ فِي الرَّحْبَةِ أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ اَللّٰهُ وَلِيِّيْ وَاَنَا وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ كُنْتُ وَلِيَّهٗ فَهٰذَا وَلِيُّهٗ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ فَقَامَ اِلٰي جَنْبِيْ سِتَّةٌ وَقَالَ حَارِثَةُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَامَ مِنْ عِنْدِيْ سِتَّةٌ وَقَالَ زَيْدُ بن منيع قَامَ عِنْدِيْ سِتَّةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ ذِيْ مري اُحِبُّ مَنْ اَحَبَّهٗ وَاَبْغَضُ مَنْ اَبْغَضَهٗ۔

ترجمہ : سعید بن وہب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنابِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کھلی جگہ پر ارشاد فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے غدیرِ خُم کے دن حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا، اللہ تعالیٰ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں اور جس کا میں ولی ہوں تو یہ بھی اس کا ولی ہے، اے میرے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو اسے دشمن سمجھے اور اس کی مدد فرما جو اس کی مدد کرے اور اس کو رُسوا کر جو اسے رُسوا کرے۔ سعید نے فرمایا کہ میرے پہلو ہی سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور حارثہ بن مضرب نے فرمایا کہ میرے قریب سے بھی چھ افراد اٹھے اور زید بن منیع نے کہا کہ میرے قریب سے چھ آدمی اٹھے اور عمر بن ذی مری نے کہا کہ میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو اس سے محبت کرے اور اس شخص کو دشمن

سمجھتا ہوں جو اس کو دشمن سمجھے۔

حل لغت: رَحْبَۃ: کُوفہ کے اک محلہ کا نام ہے، کُشادہ میدان۔ نَشَدْ یا نِشْدَۃ یا نِشْدَان: ڈھونڈنا، پہنچوانا۔ پہچاننا، قسم دینا یا اللہ کا نام یاد دلا کر کوئی بات پُوچھنا وغیرہ۔

تشریح: ارشاد ہے "میرے پہلو ہی سے چھ آدمی کھڑے ہوئے" یعنی میرے قریب ہی سے چھ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس حدیث کی شہادت دی کہ یہ اسی طرح ہے جس طرح آپ فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہے "میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو اس سے محبت کرے اور اس شخص کو دُشمن سمجھتا ہوں جو اس کو دشمن سمجھے" یعنی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی جنابِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم کے حق میں ارشاد فرمایا۔

ذکر قول النبي صلي الله عليه وآله وسلم لعمار تقتلك الفئة الباغيه---!!

اس باب میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جناب عمار کے لئے اس ارشاد کا ذکر ہے کہ "تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا"

حدیث نمبر ۱۵۷/۱: انبأنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الزهري قال حدّثنا غندر عن شعبة قال سمعت خالد الحذآء يحدّث عن سعيد بن ابي الحسن عن امه عن ام سلمة اَنّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَخَالَفَهٗ اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْب وخالد عَنْ الحسن عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضي الله تعالٰي عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (جناب) عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو کہ (اے عمار) تجھے باغی گروہ شہید کرے گا اور (غندر کی) ابو داؤد نے مخالفت کی، اِم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں یہ

کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمار کو فرمایا تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: ارشاد ہے "(اے عمار) تجھے باغی گروہ شہید کرے گا" یعنی مسلمانوں میں سے ہی ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جو اپنے امیر المومنین سے بغاوت کرے گا اس سے لڑے گا اور تو اس وقت امیر المومنین کے ساتھ ہو کر اس باغی گروہ پر جہاد میں شامل ہو گا اور پھر ان باغیوں کے ہاتھ شہید ہو گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

قال ابو عبد الرحمٰن وقد رواه ابن عون عن الحسن صحیح علي شرط مسلم[1]

حدیث نمبر ۲/ ۱۵۸: انبانا حمید بن مسعدة عن یزید وھو ابن زریع قال حدثنا ابن عون عن الحسن عن امہ عن ام سلمة قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعْطِيهِمُ اللَّبِنَ وَقَدِ اغْبَرَّ شَعْرَةُ صَدْرِهِ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا نَسِيتُ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ وَجَآءَ عَمَّارٌ فَقَالَ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: اُمّ سلمہ سے روایت ہے کہ جنگِ خندق کا دن ہوا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو اینٹیں دیتے تھے اور آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینۂ اقدس کے بال گرد آلود ہو گئے تھے۔ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم کہ مجھے نہیں بھولا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے تھے اے میرے اللہ! بہتری تو آخرت ہی کی بہتری ہے۔ لہٰذا انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ فرماتی ہیں اور عمار آئے تو ارشاد فرمایا سُمیہ کے بیٹے (عمار) کو باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: ارشاد ہے "پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو اینٹیں دیتے تھے" یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اینٹیں دیتے تھے۔

اسنادہ صحیحٌ علي شرط مسلم --- رجالہٗ ثقاتٌ[2]

حدیث نمبر ۳/ ۱۵۹: انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا محمد بن

---

[1]: احمد میرین البلوشی، خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب ص ۱۶۸۔

[2]: ایضاًص ۱۷۰

عبد الاعلي قال حدثنا خالد قال حدثنا ابن عون عن الحسن قال قالت ام الحسن قالت ام المؤمنين ام سلمة رضي الله تعالي عنها مَا نَسِيتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعْطِيهِمُ اللَّبِنَ وَ قَدْ اغْبَرَّ شَعْرَهُ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَجَآءَ (عَمَّارٌ فَقَالَ) تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ میں خندق کا دن نہیں بھولتی جس وقت کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو اینٹیں دیتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مُبارک گرد آلود ہو گئے تھے اور فرماتے تھے، اے میرے اللہ! بہتری تو آخرت کی ہی بہتری ہے سو (اے میرے اللہ) انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔ اور (عمار) آئے (تو ارشاد فرمایا اے عمار) تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: صحیح رجالہٗ رجال مسلم [1]

حدیث نمبر ۴/ ۱۶۰: انبانا احمد بن شعیب قال اخبر نا احمد بن عبد اللہ بن عبدالحکیم و محمد بن الولید قال احدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن خالد عن عکرمة عن ابي سعید الخدري رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: ابی سعید خدری سے روایت ہے یہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (جناب) عمار کو فرمایا کہ تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: صحیحٌ رجالہ اسنادہٗ ثقاۃ من رجال الشیخین [2]

حدیث نمبر ۵/ ۱۶۱: انبانا اسحاق بن ابراھیم قال انبانا النصر بن شمیل عن شعبة عن ابي سلمة عن ابي نضرة عن ابي سعید الخدري رضي الله عنه قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي اَبُوْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ وَمَسَحَ الْغُبَارَ عَنْ رَاْسِهٖ لَعَلَّكَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

---

[1]: البلوشي، ص ۱۷۰

ترجمہ: ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے روایت کی ہے جو مجھ سے اچھا ہے یعنی ابو قتادہ (سے روایت ہے) یہ کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمار کو فرمایا اے سُمیہ کے بیٹے! اور اس کے سر سے مٹی جھاڑتے تھے، یقیناً تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: صحیح رجالہ ثقات، رجال الشیخین[1]۔

حدیث نمبر ۲ / ۱۶۲: انبأنا احمد بن سلیمان قال حدثنا یزید قال انبانا العوام عن الاسود بن مسعود عن حنظلة بن خویلد قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا انا قتلته فقال عَبْدُ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَلِيُطِبْ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: حنظلہ بن خویلد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس تھا کہ دو آدمی جناب عمار کے سر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے تو عبداللہ بن عمرو نے فرمایا البتہ تم میں سے ہر ایک اپنے اس صاحب کو قتل کر کے ازروئے نفس کے خوش ہوتا ہے۔ پس یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ وہ ارشاد فرماتے تھے کہ (اے عمار) تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

تشریح: ارشاد ہے "البتہ تم میں سے ہر ایک اپنے اس صاحب کو قتل کر کے ازروئے نفس کے خوش ہوتا ہے" یعنی تم جناب عمار کو شہید کر کے اپنی ذات پر خوشی کا اظہار کر رہے ہو۔

قال ابو عبدالرحمٰن خالفہ شعبة عن العوام رجل عن حنظلة بن سوید

اسنادہ صحیح --- رجالہ ثقات[2]

حدیث نمبر ۳ / ۱۶۳: اخبرني محمد بن المثنى قال حدثنا محمد قال اخبرنا شعبة عن عوام بن حوشب عن رجل من بني شيبان عن حنظلة بن

---

[1]: البلوشی، ص ۱۷۱

[2]: ایضاً ص ۱۷۲

سوید قَالَ جِئَي بِرَأْسِ عَمَّارٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ: حنظلہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لایا گیا تو عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے۔ اے عمار! تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

حدیث نمبر ۸ / ۱۶۴ : اخبرني احمد بن شعيب قال اخبرني محمد بن قدامة قال حدثنا جرير عن الاعمش عن عبدالرحمٰن عن عبدالله بن عمرو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَقْتُلُ عَمَّارَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

قال ابو عبدالرحمن خالفه ابو معاوية فرواه عن الاعمش قال اخبرنا عبدالله بن محمد قال ابو معاوية قال حدثنا الاعمش عن عبدالرحمٰن بن ابي زياد۔

حدیث نمبر ۹ / ۱۶۵ : اخبرنا احمد بن شعيب قال اخبرنا عمرو بن منصور الشيباني قل اخبرنا ابو نعيم عن سفيان عن الأعمش عن عبدالرحمٰن بن ابي زياد عن عبدالله بن الحارث قَالَ اِنِّي لَاُسَايِرُ عَبْدَاللّٰهِ بن عمرو و عمر بن العاص وَمُعٰوِيَةَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ عَمْرٌو يَا مُعَاوِيَهُ اسْمَعْ مَا يَقُوْلُ هٰذَا فَجَذَبَهُ فَقَالَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ اِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ جَآءَ بِهٖ لَا يَزَالُ دَاحِضًا فِيْ قَوْلِكَ۔

ترجمہ :عبداللہ بن حارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو و عمر بن العاص اور معاویہ کے ساتھ سیر کر رہا تھا تو عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے جناب رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ شہید کرے گا تو عمرو نے کہا اے معاویہ! سُن یہ کیا کہہ رہا ہے، تو اسے اپنی طرف کھینچا پس کہا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ سوائے اس کے نہیں جو شخص اس کو لایا ہے اس نے اس کو قتل کیا ہے۔ وہ ہمیشہ تیرے قول میں پھسلے گا۔

حل لغت: دَحْضٌ: کھودنا، پھسل جانا، ڈھل جانا، غلط اور باطل ہونا جیسے اِنْدِھَاضٌ۔

تشریح: ارشاد ہے "تو اسے اپنی طرف کھینچا" یعنی معاویہ نے اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا ارشاد ہے "ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ یعنی ہم نے تو اسے قتل نہیں کیا۔ ارشاد ہے "جو شخص اس کو لایا ہے اس نے اس کو قتل کیا ہے" یعنی جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جناب عمار کو ساتھ لائے ہیں لہٰذا یہ ان کے قتل کے ذمہ دار ہیں، میں نہیں ہوں۔ شارح صحیح مولوی محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری "مناقب مرتضوی" ص ۹۱ پر لکھتے ہیں

"عمار علی المرتضیٰ کے رفیق تھے جب معاویہ اور علی المرتضیٰ سے لڑائی ہوئی یعنی جنگِ صفین میں، تب عمار شہید ہوئے معاویہ کے لشکر کے ہاتھ سے، سو معاویہ کہتے تھے کہ ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے قتل کیا کہ وہ ان کو اپنے ساتھ لائے اور ان کے قتل کا سبب ہوئے اور درحقیقت معاویہ کا کہنا خطاءِ اجتہادی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام بحق علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا گو اس کے لشکر میں بعض اصحاب بھی تھے"

(اسنادہ حسن)[1] (جاری ہے)

---

[1]: احمد میرین البلوشی، خصائص امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ص ۱۷۴

جان و دلِ ختمِ رُسل

غالبؔ

مظہرِ فیضِ خُدا، جان و دلِ ختمِ رُسل — قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں
جسمِ اطہر کو تیرے دوشِ پیمبر منبر — نام نامی کو تیرے ناصیہ عرش نگیں

وداعِ رمضان

حضرت علامہ قاضی عبدالصمد صارم الازہری

رمضاں بغیر روتا ہے دل زار، زار، زار
اور کھینچتا ہے ، آہ شرر بار ، بار بار

رمضان کی جُدائی کا کیسے نہ ہو ملال
دن پاک ایسے آتے ہیں کب بار بار بار

افطار کا وہ لُطف وہ سحری کی لذتیں
سب ہو چکی ہیں مثلِ شب تار، تار تار

رمضان کے طفیل سے فضلِ کریم سے
سب ہو گئیں بُرائیاں فی النّار، نار نار

اے وائے ختم ہو گیا رمضان ہائے ہائے
لایا تھا نیکیوں کا یہ تہوار ، ہار ہار

وہ روزہ خور جس نے نہ رمضاں کی قدر کی
یا رب رہے سدا و قدح خوار ، خوار خوار

رمضان کے فراق میں ہم کیا بیاں کریں
کھٹکے ہے دل میں گلشن بے خار، خار خار

کافی ہے یہ فضیلتِ رمضان کے لئے
سارے گُناہ ہو گئے سب تار تار تار

ہم سب شہید ناز اداؤں کے تیری ہیں
ہم پر تو کر گئی تری تلوار وار ، وار

رمضان کے طفیل سے آئی تھی شبِ قدر
کیوں روییے نہ ہائے بس اب زار زار زار

ماہِ صیام تیری جُدائی کی آگ سے
ہر ایک روزہ دار ہے بیزار ، زار زار

اے مومنو! خُدا کے یہاں ہو تمہاری جیت
پر تم کہو نہ مُنہ سے مگر، ہار ہار ہار

عیدِ رمضان

پروفیسر مُحمد طاہر فاروقی

ہر قوم اپنے تہواروں پر جشن مناتی ہے او گلچھرے اڑاتی ہے۔ مسلمانوں کے بھی تہوار ہوتے ہیں اور مسلمان بھی ان مواقع پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن غور کیجئے تو مسلمانوں کے تہوار اور تمام اقوام سے مختلف نوعیت رکھتے ہیں۔ یوں تو مسلمانوں کے لئے ہر ہفتہ میں ایک دن عید کا دن ہے۔ الجمعۃ عید المسلمین فرمان رسالت ہے۔ ہر جمعہ کو مسلمان اچھے کپڑے پہن کر اور خُوشبو لگا کر خُدا کے دربار میں اجتماعی طور پر عبودیت کا اظہار کرتا اور خوشی مناتا ہے لیکن اس ہفتہ وار عید سے بڑھ کر مذہب نے ہمارے لئے دو بڑی عیدیں بھی مُقرر کی ہیں۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ، یہی ہمارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں۔ اکثر قومیں اپنے تہواروں میں طرح طرح کے فسق و فجور روا رکھتی ہیں لیکن مسلمانوں کے تہوار بھی عبادت ہوتے ہیں۔ ان موقعوں پر مسلمان اپنے سچے مذہب کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے دوسروں کے سامنے اپنے کردار کی اعلیٰ مثالیں پیش کرتے ہیں۔ عید آتی ہے تو ہر مسلمان خوش و خرم ہوتا ہے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنے اور خوشبوئیں لگائے ہوئے وہ دید باز دید کے لئے ایک دوسرے کے ہاں جاتے ہیں اور آپس میں گلے مل کر اسلامی محبت اور مؤاخات کے منظر دکھاتے ہیں۔ خورد و نوش، حرکات و سکنات، رفتار و گفتار میں کوئی ایسی بات نہیں جو مذہبی، اخلاقی یا معاشرتی نقطۂ نظر سے ناپسندیدہ قرار پائے۔ مسلمانوں کو عید کے دن مسرت ہوتی ہے کہ وہ رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے پورے تیس روزے رکھ کر اسلام کے تیسرے بڑے رکن کا فرض ادا کر سکے۔ پیسے والے مسلمان اس خوشی کے موقع پر اپنے نادار بھائیوں کو نہیں بھولتے۔ ان کو حکم ہے کہ وہ صدقۂ فطر ادا کریں جس کا مقصد جہاں یہ ہے کہ ہم اپنی کمائی کا کچھ حصہ خُدا کی راہ میں صرف کریں وہاں اس سے یہ بھی مطلوب ہے کہ ہمارے غریب بھائی بھی اس پُر مسرت تہوار پر خوشیاں منانے میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکیں اور ان کی ناداری ان کے لئے رنج اور حسرت کا سبب نہ بنے۔

رمضان شریف کا مہینہ مبارک زمانہ ہے جس میں قُرآن پاک اُتارا گیا ہے یعنی عالم اسلام ہی نہیں تمام عالمِ انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات انعامِ خداوندی کے طور پر

جس مہینہ میں نازل ہوا وہ یہی رمضان کا مبارک مہینہ ہے ۔ اس مہینے میں ہم پر روزے فرض کئے گئے ہیں ۔ روزہ دراصل ضبط نفس اور احتساب کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے ، جسمانی طور پر بھی اور روحانی اعتبار سے بھی ۔ صرف یہ ہی نہیں کہ روزہ ہمیں نفس کشی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ اس طرح ہم دوسروں کی مشکلات کا صحیح احساس پیدا کرتے ہیں ۔ اور ہم میں تزکیۂ نفس اور جفا کشی کے ساتھ ساتھ خلوص ، ایثار ، خدمت اور امداد باہمی کے جذبات اُبھرتے ہیں ۔ اسی لئے تو ہم عید کی صبح کو اس انعام پر اپنی عبودیت کے اظہار کے لئے بارگاہِ خُداوندی میں سرِنیاز خم کرتے ہیں اور سجدہ شکر بجالاتے ہیں ۔

عہدِ رسالت کے چار بے حد اہم واقعات رمضان اور شوال کے مہینوں میں پیش آئے تھے جن میں ہمارے لئے عبرت و نصیحت کے کبھی نہ بھولنے والے اسباق پوشیدہ ہیں ۔ غزوۂ بدر رمضان میں ہوا تھا ، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینہ شریف آجانے کے بعد ۲ ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا تھا ۔ حق و باطل کی یہ پہلی سب سے بڑی جنگ تھی ۔ کفر اور اسلام اس وقت ٹکرائے تھے اور اس زور سے ٹکرائے تھے کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دُعا فرمائی تھی " اے خُدا ! اپنا وعدہ پورا کر ۔ اگر آج یہ چند مسلمان مٹ گئے تو پھر قیامت تک کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے گا " ۔ باطل کی ایک ہزار ، ہر طرح کے اسلحہ سے آراستہ ، فوج کا حق کا علم بلند کرنے والے صرف تین سو تیرہ مجاہدوں سے مقابلہ تھا ، جن میں کسی کے پاس بھی پُورے ہتھیار نہ تھے لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ باطل کے تمام بڑے بڑے ستون ٹوٹ گئے اور حق کا جھنڈا سرِبلند ہوا ۔ مسلمانوں کو یہ شاندار فتح اس لئے نصیب ہوئی کہ ان علم بردارانِ اسلام کے دل اطاعتِ خُدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پُر خلوص جذبے سے سرشار تھے ۔ ان میں ہمت ، شجاعت ، سچائی ، ایثار ، بے غرضی اور حقانیت تھی ۔

اب غزوۂ اُحد کو دیکھئے ، یہ شوال میں ہوا ۔ پانچ ہزار باقاعدہ مسلح فوج کے مقابلے میں صرف ایک ہزار مسلمان تھے جن کا ساز و سامان کُفار کے مقابلے میں ہیچ تھا ۔ باطل حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اس لئے کفار نے یہاں بھی شکست کھائی لیکن ایک ذرا سی لغزش نے جنگ کا نقشہ بدل دیا ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیر اندازوں کے ایک دستے کو ایک درّے کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہر گز مورچہ نہ چھوڑنا ۔ وہ فتح ہوتی

دیکھ کر وہاں سے ہٹ گئے چنانچہ رنگ بدل گیا اور مسلمانوں نے کافی نقصان اٹھایا۔ ایسا کیوں ہوا؟ محض اس لئے کہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی تعمیل میں اپنی غرض یا اپنی رائے شامل کر دی گئی تھی اور جنگِ بدر والا خلوص عمل اور جذبۂ ایثار کارفرما نہ رہا تھا۔

اِسی طرح دو اور مثالیں دیکھئے فتح مکہ رمضان میں ہوئی۔ صلح حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا اہلِ مکہ نے ان کی پیہم خلاف ورزی کی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ پر فوج کشی کرنا پڑی تاکہ ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دے کر مظلوموں کی دادرسی کی جائے لیکن فتحِ مکہ کی تفصیلات ہم کو بتاتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے میں کفار کا یہ سب سے بڑا اور سب سے طاقتور مرکز بالکل پُرامن طریقہ پر فتح کیا گیا تھا۔ کل تیرہ سپاہی لشکرِ کفار سے مارے گئے تھے اور تمام ایسے خطاکار جن کی عمر اسلام دشمنی میں کٹی تھا اور کئی ایسے مجرم جو سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ہر قانون کے ماتحت واجب القتل تھے، معاف کر دیئے گئے۔ فرمانِ رسالت تھا "تم سب آزاد ہو، تم سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا" چنانچہ اہلِ مکہ کا جان اور مال سب قطعاً محفوظ رہا۔ کیا تاریخ عالم ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ، رحم و کرم اور عفو و جود کے واقعات سُن کر دیکھتے دیکھتے تمام جزیرہ عرب حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

فتح مکہ کے مقابلے میں غزوۂ حُنین پر غور کیجئے، یہ شوال کا مہینہ تھا، اسلامی فوج میں مکہ کے نو مسلم بھی تھے اور دو ہزار غیر مسلم بھی۔ چنانچہ قبیلہ ہوازن کی تیراندازی کے سامنے یہ لوگ نہ جم سکے اور ان کے بھاگنے سے اسلامی لشکر میں افراتفری پیدا ہو گئی مگر دُنیا کے سب سے بڑے سپہ سالار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تدبّر نے بھاگتوں کو روکا اور ان کی ہمت بندھائی۔ چنانچہ کافروں کو شکست ہوئی اور لاتعداد مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ عہدِ اسلام کا یہ زریں واقعہ اور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عفو و کرم کی یہ عجیب مثال ہے کیونکہ دشمنان اسلام کے چھ ہزار سے زیادہ قیدی بغیر کسی سزا یا فدیہ کے رہا کر دیئے گئے تھے۔ اس جنگ کا دوسرا ایمان پرور واقعہ یہ ہے کہ مالِ غنیمت میں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیادہ مال ان اہلِ مکہ کو دیا تھا جو تازہ اسلام لائے تاکہ ان کی تالیف قلوب ہو۔

انصارِ مدینہ اس مصلحت کو نہ پا سکے اور یہ بات ان کو ناگوار ہوئی اور ان میں سے بعض نے کہا کہ "رسولِ خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب مال قریش کو دیا حالانکہ ابھی تک ہماری تلواریں ان کے خُون میں رنگین ہیں" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سُنا تو انصار کو بُلا کر دریافت فرمایا، انہوں نے اقبال کیا کہ بعض نوجوانوں نے ایسا ہی کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک طویل تقریر فرمائی۔ اوّل ان احسانات کا ذکر فرمایا جو اسلام نے انصار پر کئے، پھر ارشاد ہُوا کہ تم بھی جواب میں اپنی امداد اور اعانت گنا کر کہہ سکتے ہو کہ ہم نے بھی آپ کی اس طرح مدد کی لیکن کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ اور لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اپنے گھر لے جاؤ" انصار یہ سُن کر اس قدر روئے کہ ان کا داڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا "ہم کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) درکار ہیں"۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو سمجھایا کہ میں نے ان کو تالیفِ قلوب کے طور پر اسی قدر مال دیا ہے۔

رمضان و شوال کے مہینوں میں عہدِ رسالت اور عہدِ خلافت کے ایسے واقعات بھی بہت ہیں جو ہمارے لئے ضابطۂ اخلاق بنانے میں اثر انداز ہوئے لیکن انہیں غزوات پر غور کرنے سے ہم کو جو سبق حاصل ہوتے ہیں وہ ہماری عملی زندگی کے لئے زریں دستور العمل ہیں۔ باطل ہمیشہ حق سے ٹکراتا رہا ہے اور ٹکراتا رہے گا لیکن اگر حق کے نام لیوا اپنے دلوں میں ایمان اور یقین رکھتے ہیں اور ان کے اعمال میں خلوص اور جوش کارفرما ہے تو آج بھی ان کے لئے انعامِ خُداوندی غزوۂ بدر اور فتحِ مکہ جیسے شاندار نتائج پیش کرنے کو آمادہ ہے۔ مردِ مومن کی اولوالعزمی، سرفروشی اور حقانیت تقدیراتِ الٰہی کو بدل سکتی ہے لیکن اس وقت جب اس کے کردار میں بے غرضی، سچائی، ایثار اور خلوص ہو۔

ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ رمضان نے ہم کو احتساب کا سبق سکھایا ہے۔ ضبطِ نفس اور احتساب کی اس روزانہ مشق کے بعد عید کے دن ہم کو یہ احتساب کرنا ہے کہ اس مُبارک مہینہ میں ہم نے خُدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام پر کس حد تک عمل کیا۔ اگر ہم اس معیار پر پُورے اُترتے ہیں تو عید کا دن ہمارے لئے واقعی عید کا دن ہے ورنہ تو محض ہجوم اور شور ہے۔ ایک ہنگامہ ہو تو ہو، اسلامی شعار اور شکوہِ ملک و دین ہرگز نہیں، علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں
عیدِ محکوماں ہجومِ مومنیں

حکیم الامت کے قول پر غور کیجئے اور سوچئے تو معلوم ہو گا کہ اگرچہ خُدا کے فضل سے آج ہم ایک آزاد قوم کے آزاد فرد ہیں لیکن ہماری عید "ہجوم مومنین" سے زیادہ نہیں۔ ہماری عبادتیں اور ہمارے معاملات مذہب کی روح سے خالی نظر آتے ہیں۔ پاکستان، وہ پاکستان جسے لاکھوں مسلمانوں نے اپنے خُون سے سیراب کیا ہے ہم سے کیا مُطالبہ کرتا ہے؟ ہم اس سے ناواقف ہیں۔ قوم کی اقتصادی بدحالی، عام جہالت اور اخلاقی پستی ہماری فوری توجہ اور پرجوش عمل کی مُحتاج ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہم کو احساس بھی نہیں۔ کیا ہم مذہب کے احترام اور خُدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کے معیار پر پورے اُترتے ہیں؟ کیا ہم میں اتحاد، اخوت، ہمدردی اور مساوات کا وہی جذبہ پایا جاتا ہے جس کی اسلام نے ہم کو تعلیم دی؟ کیا ہمارے اندر ایثار، استقلال، ہمت اور امدادِ باہمی کا وہی مادہ موجود ہے جو ہمارے اسلاف میں پایا جاتا تھا؟ جب تک یہ سب نہیں اس وقت تک ہماری عید "شکوہِ ملک و دین" کیسے ہو سکتی ہے؟

علامہ اقبال بظاہر ہلالِ عید سے لیکن دراصل ہم سے کہتے ہیں۔

بر خود نظر کُشا بہ ز تہی دامنی مرنج
در سینۂ تو ماہِ تمامے نہادہ اند

حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر ہم میں صحیح احساس اور سچا جذبہ پیدا ہو جائے اور اگر ہم ہمت اور استقلال کو کام میں لائیں تو ہماری عید عیش کی تمہید اور شکوہِ ملک و دین بن جانے اور ہم اقبال کی زباں میں ہلالِ عید سے کہہ سکیں۔

تیری پیشانی پہ تحریر پیام عید ہے
شام تیری کیا ہے صبح عیش کی تمہید ہے

مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قائدِاعظم کے ارشادات کو بھی اس موقعہ پر نہ بھولیں۔ آپ نے بنائے پاکستان کے قبل کے پیغامات عید میں فرمایا تھا۔

"ماہِ رمضان روزہ، نماز اور عبادت کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں مسلمانوں کو تنظیم اور تزکیۂ روحانی کا سبق ملتا ہے۔ یہ مہینہ آپ کو بتاتا ہے کہ آپ خود کو فرائض کی ادائگی کی راہ

میں سخت ترین امتحان اور صعوبتیں جھیلنے کے قابل بنائیں ۔ آپ ایک ماہ تک تنظیم کی سختی اور اُصولوں کی پابندی کے مراحل طے کر چکے تب عید الفطر کا دن آیا ہے ۔ خوشی اور دائمی خوشی کا دن ۔ یہ وہ مسرت ہے جو آپ کو ادائیگی فرض کے بعد نصیب ہوئی ہے اس سے آپ کو سبق ملتا ہے کہ سچی خوشی وہی ہے جو ادائیگی فرض کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔ عید الفطر حقیقتاً اتحاد، اخوّت اور اقتصادی مساوات کی نشانی ہے ۔ آیئے ہم اس محترم اور مبارک موقعہ پر پختہ عزم کریں کہ اسلامی اصول اور اسلامی تعلیمات کے مطابق دُنیا کے موجودہ اور آئندہ نظام میں اپنے لئے اپنے شایان شان مقام پیدا کر سکیں گے "

قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء کی عید الفطر پر قائدِ اعظم نے جو پیغام ہم کو دیا تھا وہ آج بھی اپنی اہمیت کے اعتبار سے ہمارا نصب رہنا چاہیئے ۔ آپ نے فرمایا

" میں اس خوشی اور مسرت کے موقعہ پر تمام دُنیا کے مسلمانوں کو مُبارکباد دیتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ وہ سچی خوشی کے ساتھ اس روزِ سعید کو گذاریں ۔ ہم پاکستانیوں کے لئے پچھلی عید جو قیامِ پاکستان کے فوراً بعد آگئی تھا اس کی تمام مسرتیں اس آگ اور خُون کے طوفان کی نذر ہو گئیں جس کا ہمیں تقسیم ملک کے فوراً بعد سامنا کرنا پڑا تھا ۔ پچھلے بارہ ماہ کی تاریخ ایک مسلسل جدوجہد کی داستان ہے ہم نے اپنے تمام وسائل کی بازی لگا دی تھی ۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ کہیں یہ وسائل ہمارا ساتھ نہ چھوڑ دیں لیکن ہمارے عزم و استقلال نے سخت طوفانوں کا مُنہ توڑ دیا ۔ کنارہ اگرچہ دُور ہے لیکن سامنے نظر آ رہا ہے "

اسی پیغام میں آگے چل کر آپ نے فرمایا ۔

" اگر ہم اندرونی اور ذاتی اختلافات میں پھنس کر اپنی توانائیوں کو ضائع نہ ہونے دیں تو ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارا مستقبل روشن اور شاندار ہے ۔ ہمیں اتفاق و اتحاد اور ضبط و نظم کی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے ، ہم صرف اتحاد ، تنظیم اور یقینِ محکم ہی کے سہارے ایسا پاکستان تعمیر کر سکتے ہیں جو آج تک ہمارے تصورات میں کروٹیں لے رہا ہے ۔ مسلمانوں پر روزہ اسی لئے فرض کیا گیا تھا کہ ان میں ضبط و نظم اور خود اعتمادی پیدا ہو ۔ یہ صفات ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں ، اسی میں ہماری قوم کی بقاء اور نجات کا راز پوشیدہ ہے " ۔

کشمیر میں خانوادۂ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسینیہ کی خدمات

سیّد محمد انور شاہ قادری

ریاست جموں و کشمیر کا اقتدار پانچ صدیوں کو محیط ہے۔ اس طویل اور تابناک عہد میں کشمیر نے تہذیب و تمدن، شعر و ادب اور صنعت و حرفت میں بے نظیر ترقی کی لے۔ اس عرصہ میں عُلماء و مشائخ کی ایک بڑی جماعت نظر آتی ہے جس نے مذہب، طب، تصوّف اور تاریخ کے شعبوں میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۲

دعوت و ارشاد کی اس قدوسی جماعت میں خانوادۂ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسینیہ کی دینی و روحانی، علمی و ادبی، معاشی و معاشرتی اور سیاسی و سماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جو کشمیر میں مُغلیہ تاجدار اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں ۱۶۸۱ء سے شروع ہو کر پٹھان دور (۱۷۵۳ء - ۱۸۱۹ء) سکھ عہد (۱۸۱۹ء - ۱۸۴۶ء) ڈوگرہ راج (۱۸۴۶ء-۱۹۴۷ء) اور تحریک پاکستان تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی ایک ہلکی سی جھلک قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

ذکرِ مدام (ہمیشہ ذکرِ الٰہی)، فکرِ تمام (کامل غور و فکر)، اکلِ حلال (حلال رزق) اور صدقِ مقال (سچ بولنا) اس عالی قدر خانوادے کے پند و نصائح کا مرکزی عنوان رہا ہے ۳ اور اس کا ہر ایک گیلانی سجادہ نشین موجودہ دور سے لے کر حضور سیّدنا غوث اعظم سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ تک اپنے اپنے والد گرامی مرتبت کا دست گرفتہ اور خلیفۂ مجاز ہے۔ اسی لئے تصوف کی اصطلاح میں یہ قادریہ طریقہ "سلسلۃ الذہب" کے نام سے معروف ہے۔ ۴

اس عظیم المرتبت سلسلۃ الذہب کے مشائخِ عظام کشمیر، سندھ، پنجاب اور صوبہ سرحد میں جہاں جہاں پر بھی تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے اپنی اپنی خانقاہوں میں درج ذیل امور کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

۱: صابر آفاقی ڈاکٹر، تاریخِ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، بار اوّل ۱۹۸۸ء ص ۷۔

۲: ایضاً ص ۳۲۲۔

۳: محمد امیر شاہ قادری گیلانی سیّد، تذکرہ مشائخ قادریہ حسینیہ، مکتبہ فیضان پشاور، بار دوم ۱۹۹۱ء ص ۱۵۔

۴: اُمِ سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، محدّث کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات، مکتبہ الحسن، ۱۹۹۰ء ص ۵۱۔

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس۔

(۲) مُریدین و سالکین کی اخلاقی و روحانی تربیت۔

(۳) ذکر و فکر کی محافل۔

(۴) لنگرِ غوثیہ کا اجراء۔

حضرت سیّد عبداللہ شاہ الملقب صحابی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس خانوادے کے وہ پہلے فرد ہیں جو بغداد سے سندھ تشریف لائے اور ٹھٹھہ میں کوہِ مکلی پر ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے [۱]۔ سندھ کے مشہور میمن خاندان نے آپ ہی کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا [۲]۔ یہاں پر ہی آپ نے ایک صحیح النسب سیّد گھرانے میں شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عنایت فرمائے۔ آپ نے ایک کا نام سیّد حسن اور دوسرے کا سیّد فاضل رکھا [۳]۔ آنجناب نے ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء میں وصال فرمایا [۴] اور ٹھٹھہ میں ہی مدفون ہوئے۔ عشاق والہانہ وابستگی کے باعث آپ کے مزارِ اقدس کو بغدادِ ثانی کے نام سے یاد کرتے ہیں [۵] اور کشمیر میں آپ شاہ نورالدین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ [۶]

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ کشمیر میں "شاہ ابو الحسن" پشاور میں "میراں بادشاہ" اور برصغیر پاک و ہند میں "سیّد حسن" کے نام سے معروف ہیں [۷]۔ آپ صحابی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ماہ جمادی الثانی ۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۵ء میں بمقام ٹھٹھہ پیدا ہوئے [۸] چونکہ آپ کا گھر علم و فضل اور سلوک و معرفت کا گہوارہ تھا اس لئے بچپن میں ہی علم ظاہری کی تکمیل کر

---

[۱]: شاہ غلام، خوارق عادات، (قلمی بزبان فارسی، ورق ۲ الف۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ اُستادی و مُرشدی حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ قادری گیلانی سجادہ نشین یکہ توت پشاور کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ ہے)۔

[۲]: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۲۱۔

[۳]: خوارق عادات، ورق ۲ الف۔

[۴]: مُحدّثِ کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات ص ۵۳

[۵]: طُفیل احمد نقشبندی، تحفۃ الزائرین، دربارِ عالیہ مکلی شریف ٹھٹھہ ۱۹۸۸ء حصہ اول تا پنجم ص ۲۴۔

[۶]: تذکرہ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۲۹۔

[۷]: ایضاً ۲۶-۲۷۔ [۸]: ایضاً ص ۲۷۔

کے والدِ گرامیٔ قدر سے بیعت ہو کر مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے اور فقر و معرفت کی انتہائی منازل تک رسائی حاصل کی ۱؎ اور خانوادہ قادریہ گیلانیہ حسنیہ آپ ہی کے نام نامی و اسم گرامی سے موسوم ہوا۔

والدِ محترم کے وصال کے بعد سات سال تک دریائے شور (سمندر) میں چلہ کشی کی اور پھر ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے اور دُور دراز مقامات پر پہنچ کر کفر و شرک کے اندھیروں کو دُور کر کے توحید و رسالت کی شمع روشن کی اور رام رام کرنے والوں کی زبان پر رحیم رحیم کا ورد جاری فرمایا۔ اس عرصہ میں کئی خطرناک ہندو راجوں اور جوگیوں سے مقابلہ بھی ہوا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مقام پر آپ کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ۲؎

اس سفر میں آپ نے برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ سے ملاقاتیں بھی کیں ۳؎ اور بالآخر پشاور تشریف لائے تو یہاں پر مستقل سکونت اختیار کر کے درس و تدریس، دعوت و ارشاد اور لنگرِ غوثیہ کا سلسلہ جاری فرمایا جس سے مستفیض ہونے کے لئے پشاور، ہزارہ، کشمیر اور کابل تک سے طلباء و سالکین حاضر ہونے لگے، گورنر کابل نواب امیر خان بھی قدم بوسی کے لئے آیا اور آپ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوا۔ ۴؎

آپ ۱۰۹۰ھ / ۱۶۸۰ء میں کشمیر کے سفر پر روانہ ہوئے آپ کے برادرِ اصغر حضرت شاہ محمد فاضل اور کئی دیگر عقیدت مند بھی آپ کے ہمراہ تھے جب دھمتوڑ کے مقام پر پہنچے تو مظفر نامی شخص حاضر خدمت ہوا اور بڑے اخلاص و محبت سے دعوت دی جسے شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ نے رات اس کے ہاں گزاری، صبح جب روانہ ہونے لگے تو اس نے اپنی مشکلات و مصائب عرض کرتے ہوئے بتایا کہ سلاطین "پکھلی" و "دھمتوڑ" نے بہت پریشان کر رکھا ہے" آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی نیز اپنی تلوار اور پگڑی اسے عنایت کرتے ہوئے کامیابی کی خوشخبری دی، چنانچہ وہ بہت جلد فتح یاب ہوا۔ پکھلی اور کوہستان کا تمام علاقہ اس کے زیرِ نگیں آگیا اور اس نے ایک شہر آباد کر کے اس کا نام مظفر آباد رکھا۔ ۵؎

۱؎ : تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۳۰۔

۲؎ : ایضاً ص ۳۶۔

۳؎ : خوارقِ عادات، (قلمی ورق ۳ ب)

۴؎ : ایضاً ورق ۵ الف۔ ۵؎ : ایضاً ورق ۶ ب۔

آپ ۱۰۹۱ھ / ۱۶۸۱ء میں سری نگر پہنچے اور محلہ عید گاہ میں قیام فرمایا [۱] یہاں پر حضرت بابا عثمان قادری شطاری کا بڑا چرچا تھا۔ آنجناب ان کی خدمت حاضر ہوئے اور طریقۂ قادری شطاریہ کے فیض سے مُشرف ہوئے [۲] جبکہ کشمیر کے حضرت خواجہ عبد الرحیم قادری (المتوفی ۱۱۲۰ھ / ۹ - ۱۷۰۸) حضرت میر افضل اندرابی (المتوفی ۱۱۲۴ھ / ۱۳ - ۱۷۱۲) اور حضرت شاہ عنایت اللہ قادری (المتوفی ۱۱۲۵ھ / ۱۴ - ۱۷۱۳) اور کئی دیگر بلند پایہ مشائخ حضرت شاہ ابو الحسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہاتِ کاملہ اور فیوضِ رحمت سے بہرہ اندوز ہوئے، حضرت میر افضل اندرابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں آنجناب کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا۔ [۳]

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موسمِ گرما کشمیر میں گزارا اس عرصے میں لنگرِ غوثیہ بھی برابر جاری رہا جس سے روزانہ سو کے قریب مسافر، نادار اور عقیدت مند مستفید ہوتے جب نقد رقم ختم ہو گئی تو پھر بھی یہ لنگر جاری رکھا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔ اشیائے خورد و نوش تاجروں سے قرض منگواتے رہے۔ گرمیوں کے اختتام پر جب آپ نے پشاور واپسی کا پروگرام بنایا تو وہ لوگ جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا "پشاور پہنچ کر بذریعہ ہنڈی روانہ کر دوں گا" لیکن وہ نہ مانے اور برہم ہو کر سخت کلامی پر اُتر آئے۔ آخر کار جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو مجبور ہو کر آپ نے اپنا راز ظاہر کرتے ہوئے انھیں ارشاد فرمایا "جاؤ میری چٹائی اٹھاؤ اور اس کے نیچے سے اپنے اپنا قرض اٹھا لو" چنانچہ وہ آئے اور چٹائی اٹھائی تو اس کے نیچے اشرفیوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رقم گن کر جیب میں ڈال لی تو باقی تمام اشرفیاں ان کی نظروں سے غائب ہو گئیں وہ خوشی اور حیرانی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ باہر نکلے اور اہلِ شہر کو یہ واقعہ سُنایا تو سرینگر کے باشندے جوق در جوق خدمتِ اقدس میں حاضر ہو بیعت سے سرفراز ہونے لگے۔

اس موقع پر تمام اہلِ سرینگر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اُمراء و غرباء اور رئیس و نادار

---

[۱]: خوارق عادات، ورق ۷ الف۔

[۲]: خواجہ محمد اعظم شاہ، تاریخ اعظمی کشمیر، مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۳ھ ص ۲۰۴، ۲۰۵۔

[۳]: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۴۲۔

مل کر نہایت عاجزی سے التجا کرنے لگے کہ "حضور واپسی کا ارادہ ترک کر دیں اور کشمیر کو اپنے فیوض و برکات سے محروم نہ کریں" ان کے بے حد اصرار اشتیاق کو دیکھ کر آپ نے بارگاہِ غوثیت سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے توجہ مبذول کی تو حکم ہوا کہ "آپ پشاور واپس جائیں اور یہاں پر اپنے چھوٹے بھائی سیّد محمد فاضل کو اپنا نائب بنائیں کیونکہ کشمیر کی ولایت ان کو مرحمت کی گئی ہے۔[۱]

حضرت علامہ خواجہ بہاء الدین متو کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲-۳۳) نے اپنی کتاب "غوثیہ شریف" میں آپ کی بہت تعریف بیان کی ہے۔ چند اشعار بطورِ نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

سیّدے کہ بصد جلیلے بود	او از انعقادِ شاہ جیلے بود
یعنی اندر نسب بھقانی	می رسد تابہ شاہِ جیلانی
نُورِ مخفی سرِبدن کردند	نام او "شاہ ابو الحسن" کردند
آں ز ہندوستان کشید علم	زد بہ کشمیر بارگاہ حشم
خادمان ہمرش ز حد بودند	کہ قرون از چہار صد بودند[۲]

حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۲۱ ذیقعد ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۴ء میں پشاور میں انتقال فرمایا[۳] اور پشاور ہی میں کوہاٹ روڈ پر آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد سخی شاہ محمد فاضل قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ٹھٹھہ میں ۱۰۲۹ھ / ۱۶۲۰ء میں پیدا ہوئے[۴] والدِ گرامیٔ قدر کے علاوہ برادر اکبر شاہ ابوالحسن کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت کی تکمیل کی اور ۱۰۹۱ھ / ۱۶۸۱ء سے بڑے بھائی کے نائب و خلیفہ کے طور پر سری نگر میں قیام پذیر ہوئے اور باقی ساری زندگی اہالیان کشمیر کو علم و معرفت

۱: خوارقِ عادات، ورق ۷ الف، ب۔

۲: بہاء الدین متو، غوثیہ شریف (قلمی) ص ۳۱۴، بحوالہ تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۴۲۔

۳: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۶۴۔

۴: ایضاً ص ۶۵۔

سے آراستہ کرنے میں بسر فرمائی اور وہی طریقہ اختیار کیا جو آپ کے مُرشد اور بڑے بھائی کی حیات طیبہ کا شعار تھا۔ ۱؎

کشمیر کے مختلف بلاد سے حاضر ہونے والوں کے ساتھ آپ نہایت تواضع، انکساری، دلنوازی اور خاطر داری سے پیش آتے، سو کے قریب غُربا و فقراء اور مسافر و درویشوں کے طعام و لباس کی ضروریات لنگرِ غوثیہ سے فراہم کرتے ۲؎ نیز جس قدر ہدیہ و تحائف آپ کی خدمت میں لائے جاتے آپ فوراً سب کے سب حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور اہلِ خانہ کی ضرورت کے باوجود ذخیرہ نہ کرتے گویا آپ مُقتدائے اربابِ توکل تھے۔ ۳؎

حضرت خواجہ بہاء الدین متو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے

آنکہ قطع ہمہ منازل کرد	در رہِ عشق سیر حاصل کرد
مہرِ تابندہ اے بنورِ صفا	نام شاہی بنامِ او زیبا
ہر ژرفے زِ عشق موجزن است	کہ برادر زِ شاہ ابو الحسن است
دستِ او بحر از عطا و کرم	روضہ اش رشک بوستانِ ارم
بود از بس کہ در عطا یکتا	از کفِ دست او کف دریا ۴؎

آپ نے ۱۹ جمادی الاول ۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۵ء میں بروز بدھ وفات پائی ۵؎ اور سرینگر کے محلہ خانیار میں آپ کا مزارِ پر انوار واقع ہے۔ ۶؎

حضرت سیّد عبد القادر قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت سیّد سخی شاہ محمد فاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چار صاحبزادے عنایت فرمائے تھے جن میں سے تین بیٹے لاولد فوت ہو گئے۔ صرف

۱؎ : تذکرۂ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۶۴۔

۲؎ : تاریخ کبیر کشمیر، تحفہ اول ص ۶۴، بحوالہ تذکرۂ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۶۷۔

۳؎ : تاریخ اعظمی کشمیر ص ۲۰۱۔

۴؎ : بہاء الدین متو، غوثیہ شریف (قلمی) ص ۳۱۵، بحوالۂ تذکرۂ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۶۹۔

۵؎ : تاریخ اعظمی کشمیر ص ۲۰۲

۶؎ : تذکرۂ مشائخ قادریہ حسنیہ ص ۷۰۔

سیّد عبدالقادر زندہ رہے اور والد کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ نے درسِ قرآنِ حکیم کا اہتمام نہایت اعلیٰ اور منظم طریقے سے فرمایا۔ حفاظِ کرام اور قرآء حضرات کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں تاکہ وہ معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر دلجمعی کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تعلیمات عام کریں۔ طلباء کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت کی طرف بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی اور لنگر غوثیہ کو بھی وسعت دی جس کی بدولت آپ کی شہرت کشمیر میں دُور دُور تک پھیل گئی۔ [۱]

حضرت سیّد شاہ غلام آزاد قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ حضرت سیّد عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ ۱۱۴۶ھ ۱۷۳۳ء میں پیدا ہوئے [۲]۔ محدثِ کبیر حضرت شاہ محمد غوث قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور ظاہری و باطنی علوم کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ دادا جان کی وفات پر مسندِ خلافت سنبھالی اور بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کے لئے لنگرِ غوثیہ سے باقاعدہ وظائف جاری کئے [۳]۔ آپ فارسی کے بہترین شاعر تھے، آزاد تخلص کرتے تھے اور تقویٰ و اخلاقِ کریمانہ کے باعث اطراف و اکناف میں شہرت حاصل کی [۴]۔ آپ کے ایک فارسی دیوان کا ذکر بھی کتابوں میں ملتا ہے۔ شعرائے کشمیر نے آپ کے کلام کی بہت مدح سرائی کی ہے۔ آپ نے ۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۹ء میں وفات پائی [۵]۔

حضرت سیّد بزرگ شاہ قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ حضرت سیّد غلام شاہ آزاد کے صاحبزادے تھے۔ والد کی وفات کے بعد مسندِ ارشاد سنبھالی۔ کشمیر کے بڑے بڑے عُلماء و فضلاء اور اُمراء آپ کے مُریدین میں شامل تھے۔ گورنر کشمیر سردار عبداللہ خان بھی نہایت معتقد تھا۔ ایک مرتبہ اس

۱: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۶۷ - ۶۸۔

۲: محمد دین فوق، تاریخ اقوام کشمیر ص ۱۶۱۔

۳: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۷۱۔

۴: تاریخ کشمیر ص ۸۵ بحوالہ تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۷۱۔

۵: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ، ص ۷۱۔

نے ایک قندہاری باشندے سے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایک "بال مبارک" خریدا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی تکریم و تعظیم کرتے ہوئے ہزاروں روپے غربا و فقراء میں تقسیم کئے اور ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کر کے اس میں یہ بال مبارک رکھا جو اب تک "خانقاہِ دستگیر" کے نام سے مشہور ہے ۔[۱]
حکومتِ کشمیر کی طرف سے آپ کے لنگر کے لئے تین دیہات کی جاگیر وقف کی گئی۔ کشمیر کے اکثر سرکاری معاملات اور اُمراء و وزراء کا تقرر آپ کے مشورے سے کیا جاتا تھا۔ آپ نے ۲ رجب ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۷ء نقل مکانی فرمائی۔ آپ کے دو بیٹے تھے لیکن دونوں لاولد فوت ہوئے اور اس طرح حضرت شاہ محمد فاضل کا سلسلہ نسب یہیں ختم ہو گیا۔[۲]

حضرت سیّد زین العابدین قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ حضرت شاہ ابو الحسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور حضرت سخی شاہ محمد فاضل صاحب قادری گیلانی کے داماد تھے[۳]۔ آپ ۱۰۹۰ھ / ۱۶۸۰ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیر سرپرستی حاصل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور سیر و سیاحت کے لئے چل نکلے۔ ہندوستان کے مختلف بزرگانِ دین سے ملتے ہوئے ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں کشمیر پہنچے، کچھ عرصہ اپنے چچا حضرت شاہ محمد فاضل کے ہاں گذارنے کے بعد جب واپس ہوئے تو ہزارہ میں سُلطان پور کا علاقہ آپ کو پسند آگیا اور یہاں پر مستقل سکونت اختیار کر کے درس و تدریس، سلوک و معرفت اور غوثیہ لنگر کا سلسلہ جاری کیا۔ حدیث اور تصوف کا درس خود ارشاد فرماتے جبکہ دیگر علوم کے لئے باقاعدہ اساتذہ کا تقرر کیا۔ آپ علاقہ میں وڈے میاں (صدر مدرس) کے نام سے مشہور ہو گئے۔[۴]

تمام ہزارہ اور تناول کے خوانین اور عُلماءِ کرام آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے ان میں زبردست خان المعروف سخی صوبہ خان حاکم تناول کا نام سرفہرست ہے، اس کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنی مُہر پر یہ عبارت کندہ کروائی "اے دستگیر! زبردست خان،

۱: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۷۱۔
۲: ایضاً ص ۷۲۔
۳: خواجہ محمد بیگ، تحفۃ الفقراء (قلمی) بحوالۂ تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۶۸۔
۴: تذکرۂ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۷۳۔

کُن قبول ۱۱۶۰ھ لے۔ آپ نے ۱۱۹۷ھ / ۱۷۸۳ء میں وصال فرمایا اور سُلطان پور میں ہی دفن کیے گئے۔ آپ کی اولاد شاہراہ کشمیر کے دونوں طرف ہزارہ اور کشمیر میں آباد ہے ۲۔ نیز جب سرینگر میں حضرت سیّد شاہ محمد فاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ امجاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو وہاں پر "خانقاہِ دستگیر" کی خدمات بھی آپ ہی کی اولاد نے انجام دیں اور حضرت سیّد مقبول شاہ صاحب قادری گیلانی آپ کی اولاد میں سے وہاں پر آخری سجادہ نشین تھے جو قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے یہاں تشریف لے آئے۔

حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت شاہ ابوالحسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ ۱۰۹۱ھ / ۱۶۸۰ء میں آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوسری بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے جو حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوتی تھیں ۳۔ علوم دینیہ و روحانیہ سے فراغت کے بعد آپ نے افغانستان اور ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور اس وقت کے بڑے بڑے اکابر عُلماء و مشائخ اور مجاذیب و فقراء سے ملاقاتیں کر کے فیض حاصل کیا۔ اس دوران سرزمینِ کشمیر کے قُدرتی مناظر و مظاہر سے بھی لطف اندوز ہوئے۔ ۴

پشاور واپس پہنچ کر آبائی خانقاہ میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کے درس میں سرحد کے علاوہ پنجاب، ہزارہ، کابل، غزنی اور قندہار سے بڑی تعداد میں طلباء شامل ہوتے جن میں بڑے بڑے عُلماء و مشائخ کے صاحبزادے بھی شامل تھے۔ آپ نے صحیح بُخاری شرح فارسی زبان میں "شرح غوثیہ" کے نام سے لکھی اس کے صرف تین ابتدائی پارے دستیاب ہوئے ہیں اس کا ایک قلمی نسخہ اُستادی و مُرشدی حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین حضرت سیّد شاہ ابوالحسن قادری گیلانی یکہ تُوت پشاور کے کُتب خانے میں محفوظ ہے۔ آنجناب نے اس کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ پہلے اور دوسرے پارے کا اردو ترجمہ شائع کر چکے ہیں جبکہ تیسرے پارے پر کام ہو رہا ہے۔ (جاری ہے)

۱: شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ۔ شالی برقی پریس طبع اول ۱۹۶۹ء ص ۱۵۰۔

۲: علی اکبر شاہ گیلانی سیّد، حضرت شیخ المشائخ سیّد زین العابدین گیلانی، الحسن پشاور (شاہ محمد غوث نمبر، جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۶۵ - ۶۹، جولائی - ستمبر ۱۹۹۵ء) ص ۱۳۱۔

۳: اُم سلمیٰ گیلانی ڈاکٹر، مُحدث کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات ص ۶۸۔

۴: تذکرہ مشائخِ قادریہ حسنیہ ص ۹۱۔

تبصرۂ کتب

نوٹ : تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں۔

عنوان : شمائلِ نبویہ فی الانوار نظامیہ۔

شارح : مولانا محمد حسن نظامی۔

مطبع : اوشین پرنٹرز ڈیرہ اسماعیل خان۔

طبعِ اوّل : ۱۹۹۸ء

صفحات : ۴۴۴

قیمت : ندارد۔

ناشر : مولانا محمد حسن نظامی، خطیب جامع مسجد کچہری ڈیرہ اسماعیل خان۔

تبصرہ نگار : سیّد محمد انور شاہ قادری۔

حضرت علامہ مولانا محمد حسن نظامی مدظلہ العالی کی یہ دُوسری کتاب پیشِ نظر ہے۔ قبل ازیں قارئینِ کرام آپ کی تصنیف لطیف "حیات نظام فی الانوار الفرقان" پر الحسن میں احقر کا تبصرہ ملاحظہ کر چکے ہوں گے جس میں موصوف نے اپنے مشائخ تونسہ شریف کے سوانح حیات قلم بند کئے ہیں جبکہ زیرِ نظر کتاب کا موضوع فخر موجودات، معلمِ کائنات، محسنِ انسانیت، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔

یہ دراصل حضرت امام ابی عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب شمائل نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم المعروف شمائل ترمذی کی اُردو شرح ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیۂ مبارک اور اخلاق و عادات احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ شمائلِ ترمذی شریف کا اُردو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال اُستادِ کامل، مُرشدِ اکمل، قطب الارشاد حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی (مدیرِ اعلیٰ الحسن پشاور) نے "انوارِ غوثیہ" کے نام سے ۱۹۷۶ء میں پشاور سے شائع فرمایا۔ حضرت نظامی صاحب نے جب اسے ملاحظہ فرمایا تو اس کا درس شروع فرما دیا تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کے فیوض و برکات سے متمتع ہو سکیں، اس کا ذکر کرتے ہوئے موصوف پیش لفظ

میں لکھتے ہیں

"شمائل شریف کی اس نایاب کتاب "انوارِ غوثیہ" کو راقم کم و بیش بیس سال تک بار بار پڑھتا رہا اور جو تاثرات و واردات میرے دل پر وارد ہوئے انہیں شب جمعہ کے درس میں بیان کرتا رہا، دوست احباب انہیں باقاعدگی سے لکھتے رہے اور اس کی روشنی دوسروں تک پہنچاتے رہے"

حضرت نظامی صاحب نے احادیث مبارکہ کا عربی متن تحریر نہیں فرمایا۔ اگر اسے شامل کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا لیکن عوامی مزاج کے مطابق صرف اُردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اور "انوارِ غوثیہ" کے اُردو ترجمہ کو ہی مستند و معتبر قرار دیتے ہوئے ہر حدیث شریف کا نمبر دینے کے بعد یہی ترجمہ شامل کیا گیا ہے اور اس کے نیچے اپنی شرح نہایت ہی آسان اور عام فہم اُردو میں "تاثرات و واردات" کے عنوان سے پیش کی ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ بڑی عمدگی سے کی گئی ہے، سفید کاغذ پر طباعت بھی نفاست سے ہوئی ہے۔ ٹائٹل بھی بڑی محبت سے چار رنگوں میں تیار کیا گیا ہے، اس پر گلوب بنایا گیا ہے۔ گلوب کے درمیان آنکھ ہے اور آنکھ کی پُتلی میں گنبدِ خضریٰ کی تصویر دی گئی ہے گویا حقیقت میں تمام دُنیا کی آنکھ کا تارا اور نُور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

کتابِ ہذا تمام انسانیت خصوصاً رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں کے لئے ایک گراں قدر تحفہ اور بہترین رہنمائے حیات ہے اگر کوئی اہل محبت اس کا انگریزی ترجمہ کر دے اور طبع کروا کر اسے مغربی دُنیا میں متعارف کروا دے تو یہ ایک بہت بڑی دینی خدمت ہو گی تاکہ اہلِ مغرب کو یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اس کی اشاعت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی رہینِ منت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا والوں کے سامنے اپنے اخلاقِ حسنہ کا جو بہترین نمونہ پیش فرمایا، حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کرام نے اس کی پُوری پُوری تقلید فرمائی اور حضراتِ مشائخِ عظام کی حیاتِ طیبات میں آج بھی ان اخلاقِ کریمانہ کی جھلک واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس سے اقوام یورپ و امریکہ کو اپنی اخلاقی حالت زار پر بھی غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے گا۔